

چہرے کا پردہ

واجب، مستحب یا بدعت؟ (۶)

تحریر: حافظ محمد زبیر

جواب کے لزوم کا انکار کرنے والے حضرات جن احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں ان میں سے تین پر ہم گزشتہ شمارے میں بحث کر چکے ہیں۔

چوتھی دلیل:

حدثنا يعقوب بن كعب الانطاكي وموئل بن الفضل الحراني قالا حدثنا الوليد عن سعيد بن بشير عن قتادة عن خالد قال يعقوب بن دريك عن عائشة رضى الله عنها ان اسماء بنت ابي بكر دخلت على رسول الله ﷺ وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله ﷺ وقال: ((يا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحيض لم تصلح ان يراها منها الا هذا ولهذا)) وأشار إلى وجهه وكفيه (۱۵۱)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: ”اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے جسم کے اعضاء میں سوائے اس کے اور اس کے کچھ نظر آئے“ اور آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔“

روایت کی استنادی حیثیت

علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح کہا۔ ہے حالانکہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ اس روایت میں چار علل ہیں:

بہسلی علت: خالد بن دریک کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ثابت نہیں ہے لہذا یہ روایت مرسل ہے۔ امام ابوداؤد اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا مرسل خالد بن دريك لم يدرك عائشة (۱۵۲)

”یہ روایت مرسل ہے۔ خالد بن دریک نے حضرت عائشہؓ کو نہ پایا۔“

دوسری علت: اس حدیث کی سند میں سعید بن بشر راوی ضعیف ہے۔ جمہور اور جلیل القدر ائمہ جرح و تعدیل نے سعید بن بشر کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے، لیکن ایسے علماء بہت کم ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جمہور علماء کی طرف سے کی گئی جرح مفسر ہے۔ اور علم جرح و تعدیل کا قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کے بارے میں جرح و تعدیل میں اختلاف ہو جائے تو جرح اگر مفسر ہوگی تو اس کو تعدیل پر مقدم رکھا جائے گا۔ امام مزی سعید بن بشر کے ترجمے میں بیان کرتے ہیں:

وقال الدوري وغيره عن ابن معين ليس بشيء، وقال عثمان الدارمي

وغيره عن ابن معين ضعيف وقال علي بن المديني كان ضعيفا وقال

محمد بن عبد الله بن نمير عنكر الحديث ليس بشيء ليس بقوى

الحديث يروي عن قتادة المتكررات وقال البخاري يتكلمون في حفظه

وهو محتال وقال ابن ابي حاتم سمعت ابا وابا زرعة يقولان محله

الصدق علقنا وقال النسائي ضعيف وقال الحاكم ابو احمد ليس

بالقوى علقهم وقال ابن عدي والغالب عليه الصدق وقال الآجري

عن ابي داود ضعيف وقال ابن حبان كان ردى الحفظ فاحش الخطا

وقال ابو بكر اليزار هو عندنا صالح ليس به بأس وقال بقية عن شعبة

ذلك صدوق اللسان في الحديث (۱۵۳)

”دوری وغیرہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ سعید بن بشر کچھ نہیں ہے۔ امام عثمان

الدارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف راوی ہے۔ علی بن مدینی نے بھی

اسے ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور حدیث کے معاملے

میں تو یقیناً ہے قتادہ سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔ امام بخاری نے کہا کہ محدثین کو

اس کے حفظ میں کلام ہے اور وہ محتمل ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد صاحب اور ابو زرہ سے سنا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک صدوق ہے۔ نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک قوی نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ صدوق ہے۔ آجری نے ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ ابو داؤد اسے ضعیف کہتے ہیں۔ ابن حبان نے ردی الحفظ اور فاحش الغلط قرار دیا ہے۔ ابوبکر البرار نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے وہ صالح الحدیث ہے۔ بقیہ نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حدیث کے معاملے میں صدوق ہے۔“

ہم مذکورہ بالا عبارت میں دیکھ رہے ہیں کہ حلیل القدر ائمہ جرح و تعدیل یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، ابو داؤد نسائی، ابن حبان اور بخاری نے اسے ضعیف راوی شمار کیا ہے۔ اور بعض ائمہ نے تو اس کی قیادہ سے بیان کی گئی روایات کو منکرات میں شمار کیا ہے۔

نیسری علت: اس حدیث کی سند میں قیادہ اور ولید دوراوی مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کرتے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ صحیحین یا ان کے منہج پر لکھی جانے والی کتابوں کے علاوہ (مثلاً مستدرک علی الصحیحین) اگر کسی کتاب میں کوئی مدلس راوی عنعنہ سے روایت بیان کرے گا تو وہ روایت ضعیف شمار ہوگی۔ صحیحین اور ان کے منہج پر لکھی جانے والی کتابوں میں موجود مدلس راویوں کے عنعنہ کے بارے میں ہم امام نووی اور امیر صنعانی کے حوالے سے بحث کر چکے ہیں کہ ان کتابوں کی روایات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔

شیخ حماد بن محمد الفصاری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

(۱) قتادة بن دعامة السدوسي البصري صاحب انس بن مالك كان حافظ عصره

وهو مشهور بالتدليس وصفه به النسائي وغيره من الطبقة الثالثة (۱۰۰)

”قتادہ بن دعامہ السدوسی البصری حضرت انس بن مالک کے صاحبین میں سے ہیں“

اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ تدلیس میں معروف ہیں۔ ان پر مدلس ہونے کا الزام

امام نسائی اور دوسرے محدثین نے لگایا ہے۔ یہ تیسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔“

(۲) وليد بن مسلم الدمشقي معروف موصوف بالتدليس الشديد مع الصدق

من الرابعة (۱۰۰)

”ولید بن مسلم الدمشقی بہت زیادہ تدلیس کرنے میں معروف و موصوف ہیں صادق

ہیں چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔“

موسمی علت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما دونوں کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔ دونوں کے بارے میں احادیث بیان ہو چکی ہیں کہ وہ اپنے چہرے کو ڈھانپتی تھیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دو جلیل القدر صحابیات ایک روایت کو بیان کریں اور ان کا اپنا عمل اس کے خلاف ہو؟ مذکورہ بالا چار علل سے ثابت ہوا کہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔

پانچویں دلیل:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكِ ثُمَّ قَالَ: ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاها أَصْحَابِي اعْتَدَى عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكَ)) (وفی روایہ) قال: ((انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكِ وَأُمِّ شَرِيكِ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَنْزِلُ عَلَيْهَا الصِّفَانُ)) فَقُلْتُ: سَأَفْعَلُ فَقَالَ: ((لَا تَفْعَلِي إِنَّ أُمَّ شَرِيكِ امْرَأَةٌ كَثِيرَةُ الصِّفَانِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقِيكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكَ بَعْضَ مَا تَكْرَهُينَ وَلَكِنْ انْتَقِلِي إِلَى ابْنِ عَمِّكَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ)) (۱۰۷)

”فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دی اور غائب ہو گئے..... حضرت فاطمہ بنت قیسؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا..... تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر میں عدت گزاریں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ”ام شریک کے ہاں میرے کافی صحابہ کا آنا جانا ہوتا ہے اس لیے تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار لو کیونکہ وہ ایک نابینا آدمی ہیں لہذا تم اپنے (اضافی) کپڑے وہاں اتار کر رکھ سکتی ہو“۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ام شریک کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ اور ام شریک انصار کی ایک مالدار خاتون ہیں اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خرچ کرنے والی ہیں ان کے ہاں مہمانوں کی کثرت سے آمد و رفت رہتی ہے“۔ تو میں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ”تو ایسا مت کر! کیونکہ ام شریک کے ہاں مہمان کثرت سے آتے جاتے رہتے ہیں اس لیے میں پسند نہیں کرتا کہ تیری چادر گر جائے

یا کپڑا تیری پنڈلیوں سے کھل جائے اور لوگ تیرے جسم کا وہ حصہ دیکھیں کہ جس کا دیکھنا تجھے بھی ناپسند ہو۔ بلکہ تو ابن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا جو کہ تیرے پیچا کے بیٹے ہیں۔“

یہ حدیث بالکل بھی اس معاملے میں واضح نہیں ہے کہ اس میں فاطمہ بنت قیسؓ کا چہرہ کھنسنے کا تذکرہ ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بات جو آپؐ نے کی ہے وہ یہ کہ ”أَنْ يَسْقُطَ خِمَارُكَ“ ”کہ تیری چادر گر جائے۔“ اب یہ چادر چہرے سے گرنے کا تذکرہ ہے یا سر سے اس بارے میں حدیث خاموش ہے لہذا چادر گرنے سے سر سے چادر گرانا مراد لینا درست نہیں ہے۔ علامہ البانی کا استدلال: علامہ البانی نے اس حدیث سے ان الفاظ میں استدلال کیا ہے:

ووجه دلالة الحديث على ان الوجه ليس بعورة ظاهر، وذلك لان النبي ﷺ اقر ابنة قيس على ان يراها الرجال وعليها الخمار۔ وهو غطاء الرأس، فدل هذا على ان الوجه منها ليس بالواجب ستره كما يجب ستر رأسها

”اس حدیث کی اس بات پر دلالت کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے واضح ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیسؓ کو یہ بات سمجھائی کہ اس کو مرد اس حال میں دیکھیں جبکہ اس نے خمار (چادر) اوڑھی ہو اور ”خمار“ سر کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوئی کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے جیسا کہ سر ستر میں داخل ہے۔“

علامہ البانی کہتے استدلال کی کمزوری: علامہ البانی کا یہ استدلال انتہائی کمزور ہے۔ علامہ البانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ خمار سر کو اوڑھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے غلط ہے۔ اس غلطی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر لغت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ”جلباب“ یا ”خمار“ کے الفاظ سر کی چادر کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو اس سے اس بات کی نفی کیسے ہو جاتی ہے کہ اب یہ چادر چہرہ چھپانے کے لیے استعمال نہیں کی جاسکتی؟ کیا دور جاہلیت میں کوئی ایسا قانون لاگو تھا کہ جس کے مطابق ”جلباب“ یا ”خمار“ وغیرہ کو سر ڈھانپنے کے لیے تو استعمال کیا جاسکتا تھا لیکن چہرہ ڈھانپنے کے لیے نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ ”جلباب“ اور

”خمار“ سر ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا تھا تو اس سے اس بات کی نفی کہاں سے ہوتی ہے کہ ان سے چہرہ نہیں ڈھانپا جاسکتا؟ جبکہ آج کل کے زمانے میں پردہ دار خواتین گھر میں کسی نامحرم کی آمد پر اپنے سر پر اوڑھی ہوئی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیتی ہیں۔ بعض اوقات یہ چادر دوپٹے کی صورت میں ہوتی ہے۔

(۲) دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ جس طرح ہم نے ”جلباب“ کے بارے میں بخاری اور ابوداؤد کی روایت سے ثابت کیا کہ مسلمان عورتیں ”جلباب“ کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں، اسی طرح ”خمار“ کے بارے میں بھی ہمیں ایسی روایات ملتی ہیں کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ”خمار“ کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں۔

(المس) حضرت فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نَخْصِرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْجَرَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ
الصِّدِّيقِ (۱۰۸)

”ہم اپنے چہروں کو خمار (چادر) سے ڈھانپتی تھیں اس حال میں کہ ہم حالت احرام میں ہوتیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔“

(ب) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ التَّوْبَةِ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا
امْرَأَةٌ تَأْبَى أَنْ تَغْطِيَ وَجْهَهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ فَرَفَعَتْ عَائِشَةُ خِمَارَهَا مِنْ
صَدْرِهَا فَغَطَّتْ بِهِ وَجْهَهَا (۱۰۹)

”ہم ۸ ذی الحجہ کو اُم المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو میں نے کہا اے اُم المؤمنین! یہاں ایک عورت ایسی ہے جو کہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو چھپانے سے انکار کرتی ہے تو حضرت عائشہؓ نے اس کا خمار (چادر) اس کے سینے سے اٹھایا اور اس سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔“

وہ عورت حالت احرام میں چہرہ ڈھانپنے کو اللہ کے رسول ﷺ کے بعض فرامین کی وجہ سے ناجائز سمجھ رہی تھی جبکہ حضرت عائشہؓ نے اس کا چہرہ ڈھانپ کر اسے یہ بتلایا کہ حالت احرام میں چہرہ ڈھانپا جاسکتا ہے۔

(۳) خود علامہ البانی نے بھی ”حجاب المرأة المسلمة“ میں آگے چل کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ خمار چہرے کو ڈھانپنے کے لیے بھی بعض اوقات استعمال ہو جاتا تھا۔ علامہ

البانی ایک شعر کا حوالہ دیتے ہو۔ ے لکھتے ہیں:

قل للمليحة في الخمار المذهب
افسدت، نسك اخي التقى المذهب
نور الخمار ونور خدك تحته
عجبا لوجهك كيف لم يتلهب

فقد وصفها بان خمر مارها كان على وجهها ايضا^(۱۶۰)

”ثو ملیحہ سے جا کر کہہ دے کہ تو نے اپنے سنہری خمار (چادر) کی وجہ سے میرے درویش صفت بھائی کے تقویٰ اور مذہب کو خراب کر دیا ہے۔ خمار (چادر) کا نور اور پھر اس کے نیچے تیرے رخساروں کا نور ہے۔ مجھے تیرے چہرے پر تعجب ہے کہ وہ (اتنے نور کے باوجود) ابھی تک شعلہ کیوں نہیں مار رہا! شاعر نے اپنی محبوبہ کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ اس کا خمار اس کے چہرے پر بھی تھا۔“ علامہ البانی کا کلام ختم ہوا۔

محل استشہاد ”نور الخمر ونور خدك تحته“ ہے۔

چھٹی دلیل:

”إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ کی تشریح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد عورت کا ہاتھ اور چہرہ ہے۔ اس قول پر تفصیلی بحث ہم سورۃ النور کی آیت ۳۱ کی وضاحت میں کر چکے ہیں کہ:

(۱) ابن عباس کا یہ قول صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

(ب) اگر یہ صحیح سند سے ثابت ہو بھی جائے تو اس سے مراد ہوا یا کسی حرکت کی وجہ سے کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے چہرے کا کھل جانا ہے۔

(ج) یا اس سے مراد کسی ضرورت کے تحت (مثلاً طبیب یا گواہی وغیرہ کے لیے) چہرے کا کھولنا ہے۔

(د) یا اس سے مراد اضطراری حالت (مثلاً جنگ یا خوف وغیرہ کی کیفیت) میں چہرے کا کھولنا ہے۔ جیسا کہ مشہور مفسر ابن عطیہ نے ”إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ کی یہی تفسیر بیان کی ہے اور علامہ قرطبی نے بھی اس تفسیر کو حسن کہا ہے۔

چہرے کا پردہ آثارِ صحابہؓ و تابعینؓ کی روشنی میں

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے زمانے اور اپنے بعد آنے والے دو زمانوں کو

”خیر القرون“ میں شمار کیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

((خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) (۱۶۱)

”تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ جو کہ ان سے ملے ہوئے ہوں، پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہوں۔“

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا زمانہ، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ اور پھر تابعین کا زمانہ ”خیر القرون“ میں سے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں چہرے کا پردہ کرتی تھیں، جیسا کہ احادیث مبارکہ کے بیان میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے میں بھی مسلمان خواتین چہرے کو چھپا کر رکھتی تھیں، جیسا کہ مذکورہ آثار سے اس بات کی تائید ہو رہی ہے۔ یہ پردہ خیر القرون سے نسل در نسل تواتر عملی کے ساتھ امت مسلمہ میں منتقل ہوا ہے اور آج بھی امت مسلمہ میں مسلم خواتین کی ایک بڑی تعداد شریعت کے اس حکم پر کاربند ہے۔ ذیل میں ہم آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں چہرے کے پردے کو بیان کر رہے ہیں کہ صحابہ اور تابعین نے قرآن و سنت کی نصوص سے کیا سمجھا تھا۔

(۱) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نَخَيْرُ وَجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحَرِّمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ (۱۶۲)

”حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکر ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔“
یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

(۲) عَنْ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ فَلَبِسَهَا عِنْدَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ وَلَبِسَهَا عِنْدَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَبِسَهَا عِنْدِي عُبَيْدَةُ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ بَرَدَانَهُ فَتَقَنَّعَ بِهِ فَعَطَى اَنْفَهُ وَغَيْنَهُ الْيَسْرَى وَاخْرَجَ غَيْنَهُ الْيَمْنَى وَاوْخَى رِءَاءَهُ مِنْ فَوْقَ حَتَّى جَعَلَهُ قَرِيبًا مِنْ حَاجِبِهِ اَوْ عَلَى الْحَاجِبِ (۱۶۳)

”يعقوب کہتے ہیں ہم سے ابن علی نے بیان کیا وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن عون اور وہ آگے محمد بن سیرین سے اور وہ عبیدہ السلمانی سے بیان کرتے ہیں کہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر کرتے

ہوئے ابن عون نے جلاب (چادر) کو اوڑھ کر دکھایا۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن سیرین نے چادر کو اس طرح اوڑھا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرے سامنے عبیدہ السملانی نے چادر کو اوڑھا۔ ابن علیہ نے کہا کہ ابن عون نے اپنی چادر لے کر اس کو اچھی طرح اوڑھ لیا، اپنی ناک اور بائیں آنکھ بھی چھپالی اور دائیں آنکھ کو کھلا رکھا اور اپنی چادر کو اوپر سے نیچے کیا یہاں تک کہ اوپر سے چادر کو اپنی ابرو تک پہنچایا اور ابرو کو بھی چھپا لیا۔ یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ اس پر مفصل بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔

(۳) عن انس قال رأى عمر امة لنا متقنعة فضر بها وقال لا تشبهى بالحرائر (۱۶۴)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہماری ایک لونڈی کو دیکھا جس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو مارا اور اسے حکم دیا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔“ یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

(۴) روى ابن عيينة عن اسماعيل بن ابي خالد قال اخبرتني امي واختي انهما

دخلتا على عائشة ام المؤمنين فسألتاها كيف تخمر المرأة وجهها فاخذت

اسفل خمارها فغطت به وجهها (۱۶۵)

”ابن عیینہ اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میری ماں اور بہن نے خبر دی کہ وہ دونوں اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور ان سے سوال کیا کہ عورت اپنے چہرے کو کیسے ڈھانپے؟ تو حضرت عائشہؓ نے ان کی چادر کا نچلا حصہ پکڑا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔“

(۵) اسماعيل بن ابي خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كنا ندخل على أم المؤمنين يوم التروية فقللت لها يا أم المؤمنين هنا امرأة

تأبى ان تغطي وجهها وهي محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها

فغطت به وجهها (۱۶۶)

”ہم (خواتین) ۸ ذی الحجہ کو اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تھیں تو میں نے کہا اے اُم المؤمنین! یہاں ایک عورت ہے جو کہ اس بات سے انکاری ہے کہ حالت احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپے تو حضرت عائشہؓ نے اس کی چادر اس کے سینے سے اٹھائی اور اس کے ساتھ اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔“

اس کے علاوہ بھی بہت سے آثار صحابہؓ و تابعینؓ سے ملتے ہیں، لیکن طوالت کے خوف سے ہم

ان کا ذکر نہیں کر رہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جس نے ماننا ہوا اُس کے لیے ایک ہی دلیل کافی ہے اور جس نے نہ ماننا ہوا اُس کے لیے دلائل کا انبار بھی کم ہے۔

چہرے کا پردہ مذاہب اربعہ کی روشنی میں

علمائے سلف نے اپنے ادوار میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف شرعی مسائل میں اپنی آراء کا اظہار کیا۔ علمائے متقدمین کی یہ آراء اگرچہ ہمارے لیے حجت تو نہیں ہیں، کیونکہ اصل حجت تاقیامت صرف قرآن و سنت ہیں، لیکن قرآن و سنت کی نصوص سے استنباط کرتے وقت متقدمین علمائے سلف کی آراء کو پیش نظر رکھنا اور ان سے استفادہ کرنا اہل سنت کا منہج ہے۔ علاوہ ازیں ہم اس بحث میں اس دعویٰ کی حقیقت بھی قارئین کے سامنے کھول دینا چاہتے ہیں جو کہ بعض متقدمین دین کی طرف سے ہمارے سامنے آیا کہ ”سلف میں کوئی بھی چہرے کے پردے کے وجوب کا قائل نہیں رہا“ بلکہ تمام کے تمام سلف بشمول ابن تیمیہؒ کے چہرے کے پردے کو ”بہتر“ قرار دیتے ہیں لیکن اس کو واجب نہیں سمجھتے اور چہرے کے پردے کے وجوب کا قول عصر حاضر میں مولانا مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی کی طرف سے پہلی مرتبہ پیش ہوا۔ اس بحث میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ہر مذہب کے اصل مصادر سے ان کا موقف سامنے آئے۔

۱) احناف اور چہرے کا پردہ

چونکہ ہمارے ہاں بر عظیم پاک و ہند میں احناف کی اکثریت ہے اس لیے ہم ان کا موقف سب سے پہلے اور قدرے تفصیل سے پیش کر رہے ہیں، کیونکہ مکررین حجاب عموماً اپنا موقف بیان کرتے وقت اس بات کی رٹ لگا لیتے ہیں کہ احناف کا بھی وہی موقف ہے جو کہ ہمارا موقف ہے، حالانکہ ان کے اور احناف کے موقف میں بعض اوقات زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ احناف کے موقف کو سمجھنے کے لیے ہم نے آسانی کی خاطر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱) فتنے کی غیر موجودگی میں احناف کا موقف:

فتنہ کی غیر موجودگی میں متقدمین و متاخرین احناف کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک عورت کو چونکہ خرید و فروخت، شہادت اور بعض دوسرے

ضروری معاملات کے لیے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے لہذا چہرہ ڈھانپنے میں ایک سخت مشقت ہے اس لیے یہ حضرات چہرے کو عورت کے ستر سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔
(i) کنز الدقائق میں ہے:

بدن الحرة عورة الا وجهها وكفيها وقدميها (۱۶۷)
”آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے۔“

(ii) ”الہدایہ“ میں ہے:

وبدن الحرة كلها عورة الا وجهها وكفيها (۱۶۸)
”اور آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے۔“
(iii) ”بدائع الصنائع“ میں ہے:

فلا يحل النظر للاجنبي من الاجنبية الحرة الى سائر بدنها الا الوجه والكفين
”کسی اجنبی مرد کے لیے کسی اجنبی آزاد عورت کے سارے جسم کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے۔“

(iv) فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

بدن الحرة عورة الا وجهها وكفيها وقدميها كذا في المتن (۱۶۹)
”آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کے۔“

(v) امام ابو بکر الجصاص ﴿وَلَا يُّدِينُ زِينَتُهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

وبدل على ان الوجه والكفين من المرأة ليسا بعورة (۱۷۰)
”اور یہ آیت اس بات پر بھی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ ستر میں داخل نہیں ہیں۔“

(ب) فتنے کی موجودگی میں احناف کا موقف:

فتنہ کی موجودگی میں متقدمین و متاخرین احناف کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے۔
(i) امام ابو بکر الجصاص ﴿يُذَيِّنُ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فی هذه الآية دلالة على ان المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الاجنبين واطهار الستر والعفاف عند الخروج لنلا يطمع اهل الرب فيهن وفيها دلالة على ان الامة ليس عليها بستر وجهها وشعرها لان قوله تعالى ﴿وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ظاهره انه اراد الحرائر (۱۷۱)

”یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نوجوان عورت کو اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے جسم کو چھپائے اور اپنی پاکیزگی کا اظہار کرے تاکہ منافقین اس کے بارے میں کسی قسم کے لالچ میں مبتلا نہ ہوں۔ اور اس آیت میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی موجود ہے کہ لونڈی کے لیے اپنے چہرے اور بالوں کا ڈھانپنا لازمی نہیں ہے کیونکہ ”نساء المؤمنین“ کے ظاہر سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی مراد یہاں آزاد عورتیں ہیں۔“

(ii) امام شریکالی لکھتے ہیں:

(و جميع بدن المرأة) ای جسدها (الا وجهها) ومنع الشابة من كشفه لخوف الفتنة لا لانه عورة (۱۷۲)

”اور عورت کا تمام جسم سوائے اس کے چہرے کے ستر میں داخل ہے۔ فتنے کے خوف سے نوجوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا گیا نہ کہ اس (چہرے) کے ستر میں داخل ہونے کی وجہ سے۔“

(iii) خاتمة المحققین امام ابن عابدین لکھتے ہیں:

(و تمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين الرجال) لا لانه عورة بل لخوف الفتنة (۱۷۳)

”نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھلا رکھنے سے منع کیا جائے گا اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے بلکہ فتنے کے ڈر سے ایسا کیا جائے گا۔“

(iv) علامہ ابن حجریم لکھتے ہیں:

قال مشائخنا تمنع المرأة الشابة من كشف وجهها بين الرجال في زماننا للفتنة (۱۷۴)

”ہمارے مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ نوجوان عورت کو ہمارے زمانے میں فتنے کے

ڈر سے مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔“

(۷) امام علاؤ الدین الحصکفی فرماتے ہیں:

ولذا تمنع من كشف وجهها بين الرجال للفتنة^(۱۷۰)

”اسی لیے عورت کو مردوں کے درمیان فتنے کی وجہ سے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔“

(۷۱) امام عبدالرحمن الکلبی لکھتے ہیں:

وفي المتنقى تمنع الشابة عن كشف وجهها لتلا يؤدى الى الفتنة وفي

زماننا المنع واجب بل فرض لغلبة الفساد وعن عائشة عنها جميع

بدن الحرة عورة الا احدى عينيها^(۱۷۱)

”متنقی میں ہے کہ عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا، کیونکہ یہ فعل فتنے کا سبب

ہے اور ہمارے زمانے میں عورت کو چہرہ کھولنے سے روکنا واجب بلکہ فرض ہے

کیونکہ فساد بہت بڑھ گیا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ عورت کا تمام جسم

ستر ہے سوائے اس کی ایک آنکھ کے۔“

خلاصہ بحث یہ ہے کہ متقدمین و متاخرین احناف کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں

داخل نہیں ہے، یعنی اگر لذت اور شہوت نہ ہو تو عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے

لیکن اگر فتنے کا خوف ہو تو چہرے کا پردہ واجب ہے۔ گویا کہ احناف شرعاً پردے کو واجب

قرار نہیں دیتے بلکہ سداً للذریعة واجب قرار دیتے ہیں۔ معاصرین علمائے احناف میں بھی

تقریباً سب ہی موجودہ زمانے میں فتنے و فساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے پردے

کے وجوب کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں بر عظیم پاک و ہند میں احناف کے دو بڑے گروہ

پائے جاتے ہیں: علمائے دیوبند اور علمائے بریلوی۔ علمائے دیوبند میں سے مفتی شفیع صاحب

دارالعلوم کراچی اور شیخ الحدیث ادریس کاندھلوی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کی آراء ہم ان

کی تفاسیر کی روشنی میں مضمون کے شروع میں نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح بریلوی مکتب فکر کے

چوٹی کے عالم پیر کرم شاہ صاحب کی رائے بھی ہم نے نقل کر دی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ بر عظیم

پاک و ہند کے علمائے احناف فی زمانہ فتنے و فساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے

پردے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔

مالکیہ اور چہرے کا پردہ

متقدمین و متاخرین علماء مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے، لیکن وجوب کے

سبب میں اختلاف ہے۔ بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے لہذا اس پر چہرے کا پردہ شرعاً تو واجب نہیں ہے لیکن فتنے کی موجودگی میں واجب ہوگا جبکہ بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے لہذا اس کا پردہ شرعاً واجب ہے۔

(ا) چہرے کے پردے کا وجوب فتنے کے سبب سے:

بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کا بھی یہی موقف ہے لیکن مالکیہ فتنے کے سبب سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

(i) امام مالک نے اپنی کتاب ”موطا“ میں ایک حدیث نقل کی ہے:

عن مالك عن هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر انها قالت: كُنَّا نُخَيِّمُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحَرِّمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ (۱۷۷)

اس حدیث کی شرح میں مشہور مالکی عالم امام زرقانی فرماتے ہیں:

لانه يجوز للمرأة المحرمة ستر وجهها بقصد الستر عن اعين الناس بل يجب ان علمت او ظنت الفتنة بها او ينظر لها بقصد اللذة (۱۷۸)

”حالت احرام میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی آنکھوں سے بچا سکے۔ اگر اسے فتنے کا علم یا گمان ہو یا شہوت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھے جانے کا گمان ہو تو اس پر چہرے کا پردہ واجب ہو جاتا ہے۔“

(ii) امام ابوالبرکات الدردیر المالکی فرماتے ہیں:

(و) عورة المرأة (مع رجل اجنبی) منها ای لیس بمحرم لها جميع البدن (غير الوجه والكفين) واما هي فليس بعورة وان وجب عليها سترهما لحوف فتنة (۱۷۹)

”اور عورت کا ستر اجنبی مرد کے سامنے جو کہ محرم نہیں ہے پورا جسم ہے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے اور یہ دونوں عورت کا ستر نہیں ہیں، لیکن عورت کے لیے ان کو فتنے کے خوف سے چھپانا واجب ہے۔“

(iii) امام محمد بن احمد الدسوقی المالکی فرماتے ہیں:

(غیر الوجه والكفین) ای واماھما فغیر عورة يجوز النظر اليهما ولا فرق بين ظاهر الكفین وباطنھما بشرط ان لا يخشى بالنظر لذلك فتنة وان يكون النظر بغیر قصد لذة والاحرام النظر اليهما وهل يجب عليها حينئذ ستر وجهها ویدیھا وهو الذی لابن مرزوق قائلًا انه مشهور المذهب اولًا يجب علیھا ذلك وانما علی الرجل غض بصره وهو مقتضى نقل المواق عن عیاض (۱۸۰)

”(سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے) اس سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں ہیں اور ان کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے۔ ہاتھوں کے ظاہر اور باطن (باہر اور اندر والے حصے) میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس دیکھنے سے فتنہ پیدا نہ ہو اور یہ دیکھنا بغیر لذت کے ہو۔ اگر یہ دو شرطیں نہ ہوں گی تو یہ دیکھنا حرام ہوگا۔ لیکن کیا ان دو شرائط کی عدم موجودگی میں عورت پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپنا واجب ہوگا؟ یا اس عورت پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا واجب نہ ہوگا، بلکہ مرد کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو دبا کر رکھے؟ مرزوق کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت حال میں عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا واجب ہے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ دوسرا موقف قاضی عیاض کا ہے۔“

(۱۷) شیخ احمد بن محمد الصادق المالکی لکھتے ہیں:

(غیر الوجه والكفین) ای فیجوز النظر لهما لا فرق بين ظاهرهما وباطنھما بغیر قصد لذة ولا وجدانھا والا حرام وهل يجب علیھا حينئذ ستر وجهھا ویدیھا وهو الذی لابن مرزوق قائلًا انه مشهور المذهب اولًا يجب علیھا ذلك وانما علی الرجل غض بصره وهو مقتضى نقل المواق عن عیاض (۱۸۱)

”(سوائے ہاتھوں اور چہرے کے) مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور ہاتھوں کے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن یہ دیکھنا بغیر کسی لذت کے ہو، اگر کسی لذت کے ساتھ ہوگا تو حرام ہوگا۔ تو کیا ایسی صورت حال میں عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ واجب ہوگا یا نہیں؟ ابن مرزوق نے کہا ایسی

صورت میں عورت کے لیے اپنے ہاتھوں اور چہرے کا پردہ واجب ہوگا اور اس کے بارے میں کہا کہ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ جبکہ قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ عورت پر ایسی صورت میں پردہ واجب نہ ہوگا بلکہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ غص بصر سے کام لے۔“

(۷) علامہ احمد بن احمد الحنبلہ المصنفی المالکی لکھتے ہیں:

وحرة مع اجنبی غیر الوجه والکفین غیر انه قد یفتی المنصف بان

المرأة الفاتنة قد یجب علیها ستر وجهها لفساد اهل اليوم (۱۸۲)

”اور آزاد عورت کا اجنبی مرد کے سامنے ستر چہرے اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم ہے، لیکن انصاف پسند مفتی آج کل کے زمانے میں فساد بڑھ جانے کی وجہ سے فتنہ پیدا کرنے والی عورت کے بارے میں یہ فتویٰ دے گا کہ اس کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپنا واجب ہے۔“

(۷۱) خطیب شربنی لکھتے ہیں:

والکفان لیساً عورة فیجوز لها کشفهما للاجنبی وله نظرهما ان لم

تخش الفتنه فان خيفت الفتنه فقال ابن مرزوق مشهور المذهب

وجوب سترهما وقال عیاض لا یجب سترهما ویجب غص البصر

عن الرؤیة (۱۸۳)

”اور دونوں ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں۔ عورت کے لیے اجنبی مرد کے سامنے ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے اور مرد کے لیے ان کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو ابن مرزوق کا کہنا ہے کہ ان دونوں ہاتھوں کو بھی ڈھانپنا جائے گا اور یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے جبکہ قاضی عیاض کا کہنا یہ ہے کہ عورت کے لیے ان کو ڈھانپنا واجب نہیں بلکہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ غص بصر سے کام لے۔“

ب) چہرے کے پردے کا وجوب ستر کے سبب سے:

بعض مالکیہ عورت کے چہرے کو بھی اس کے ستر میں داخل کرتے ہیں اور اس کو ڈھانپنا واجب قرار دیتے ہیں۔

(۱) امام مالک سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔

ابن تیمیہ مجموع الفتاویٰ میں ”وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقيل يجوز النظر لغير شهوة الى وجهها وبيدها وهو مذهب ابى حنيفة والشافعى وقول فى مذهب احمد وقيل لا يجوز وهو ظاهر مذهب احمد فان كل شئ منها عورة حتى ظفرها وهو قول مالك (۱۸۴)

”ایک رائے یہ ہے کہ عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب ہے اور امام احمد سے بھی ایک قول ایسا ہی مروی ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے کیونکہ ان کے نزدیک عورت کی ہر چیز ستر میں داخل ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی اور یہی رائے امام مالک کی بھی ہے۔“

(ii) امام قرطبی ”فَاسْتَلَوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فی هذه الآية دليل على ان الله تعالى اذن فى مسألتهم من وراء حجاب فى حاجة تعرض او مسألة يستفتين بها ويدخل فى ذلك جميع النساء بالمعنى وبما تضمنت اصول الشريعة من ان المرأة كلها عورة بدنها وصوتها كما تقدم فلا يجوز كشف ذلك الا لحاجة كالشهادة عليها او داء يكون ببدنها (۱۸۵)

”یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو حجاب کے پیچھے سے کسی ضرورت یا مسئلے کے تحت سوال کرنے کی اجازت دی۔ اور یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو معنوی طور پر شامل ہے کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ عورت تمام کی تمام ستر ہے یہاں تک کہ اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے۔ جیسا کہ یہ بات پہلے بھی بیان ہو چکی ہے اس لیے عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر کسی ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔ ضرورت سے مراد عورت کے خلاف گواہی ہے یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہے۔“

(iii) امام ابن العربی ”فَاسْتَلَوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: والمرأة كلها عورة بدنها وصوتها فلا يجوز كشف ذلك الا لضرورة او لحاجة كالشهادة عليها او داء يكون ببدنها (۱۸۶)

”اور عورت تمام کی تمام ستر ہے اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے لہذا عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے ہاں ضرورت یا حاجت کے پیش نظر وہ ایسا کر سکتی ہے مثلاً اگر عورت کے خلاف گواہی دینا مقصود ہو یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو وغیرہ (تو وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو اجنبی مرد کے سامنے کھول سکتی ہے)۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ متقدمین و متاخرین مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے سوائے قاضی عیاض کے جو کہ چہرے کے پردے کو واجب قرار نہیں دیتے۔ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے فتنے کی وجہ سے عورت کو چہرے کے چھپانے کا حکم دیا جائے گا جبکہ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور ستر میں ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم ہے۔

حواشی

- (۱۵۱) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها۔
- (۱۵۲) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها۔
- (۱۵۳) تہذیب الکمال، امام ترمذی، جلد ۴، ص ۱۰۔
- (۱۵۴) اتحاف ذوی الرسوخ لمن رمی بالتدلیس من الشیوخ، شیخ حماد بن محمد الانصاری، ص ۴۲۔
- (۱۵۵) اتحاف ذوی الرسوخ لمن رمی بالتدلیس من الشیوخ، شیخ حماد بن محمد الانصاری، ص ۵۴۔
- (۱۵۶) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها۔
- (۱۵۷) صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب قصة الحساسة۔
- (۱۵۸) مؤطا امام مالک، کتاب الحج، باب وانما يعمل الرجل مادام حیا فاذا مات فقد انقضی۔
- (۱۵۹) التلخیص الحبیر، ابن حجر عسقلانی، جلد ۲، ص ۲۷۲۔
- (۱۶۰) حجاب المرأة المسلمة، علامہ البانی، ص ۳۳۔
- (۱۶۱) صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب لا یشہد علی شهادة جور اذا اشہد۔
- (۱۶۲) مؤطا امام مالک، کتاب الحج، باب وانما يعمل الرجل مادام حیا فاذا مات فقد انقضی۔
- (۱۶۳) تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد ۱۰، ص ۳۳۲، دار الکتب العلمیة، بیروت۔
- (۱۶۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاة التطوع والامامة، باب فی الامة تعلی لغير الخمار۔
- (۱۶۵) الاستذکار، ابن عبدالبر، جلد ۱۱، ص ۴۸۔
- (۱۶۶) التلخیص الحبیر، ابن حجر عسقلانی، جلد ۲، ص ۲۷۲ المدینة المنورة۔

- (۱۶۷) کنز الدقائق، ص ۲۸، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی۔
- (۱۶۸) برهان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی، الہدایہ، جلد ۱، ص ۲۵۸۔
- (۱۶۹) الفتاویٰ الہندیہ، جماعۃ من علماء الہند، جلد ۱، ص ۵۸، مکتبہ ساجدیہ، کوئٹہ۔
- (۱۷۰) احکام القرآن، ابوبکر الحصاص، جلد ۳، ص ۳۱۵، دارالکتب العربی بیروت۔
- (۱۷۱) احکام القرآن، ابوبکر الحصاص، جلد ۳، ص ۲۷۲۔
- (۱۷۲) مراقی الفلاح فی شرح متن نورالایضاح، حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی، ص ۱۳۱، مکتبہ کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی۔
- (۱۷۳) محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدين الدمشقی، رد المحتار علی در المختار، جلد ۲، ص ۷۲، دار احیاء التراث العربی۔
- (۱۷۴) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، زین الدین ابن نجیم الحنفی، جلد ۱، ص ۲۸۴، دار المعرفۃ بیروت۔
- (۱۷۵) الدر المنقذ فی شرح المتقی، علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد العینی الحکمی، جلد ۱، ص ۱۲۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
- (۱۷۶) مجمع الانہر، عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان الکیلولی، جلد ۱، ص ۲۲۱، دارالکتب العلمیہ۔
- (۱۷۷) موطا امام مالک، کتاب الحج، باب وانما يعمل الرجل مادام حیا فاذا مات فقد انقضی۔
- (۱۷۸) شرح موطا امام مالک، ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی، جلد ۳، ص ۲۱، مصطفی البانی الحلبي مصر۔
- (۱۷۹) ابوالبرکات احمد بن محمد بن احمد الدردیر، الشرح الصغیر، جلد ۱، ص ۴۰۰، ۴۰۱، مکتبہ عیسی البابی الحلبي مصر۔
- (۱۸۰) حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر محمد بن احمد الدسوقی المالکی، جلد ۱، ص ۳۴۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
- (۱۸۱) حاشیہ الصاوی علی الشرح الکبیر، شیخ احمد بن محمد الصاوی المالکی، جلد ۱، ص ۴۰۱، وطبعة عیسی البالی الحلبي۔
- (۱۸۲) مواہب الحلیل من ادلة الخلیل، احمد بن محمد المختار الشنقیطی، جلد ۱، ص ۱۴۸۔
- (۱۸۳) مغنی المحتاج، شمس الدین محمد بن المعطیل الشریینی، جلد ۱، ص ۲۸۵، دارالمعرفۃ بیروت۔
- (۱۸۴) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، جلد ۲۲، ص ۱۰۹، ۱۱۰۔
- (۱۸۵) الجامع لاحکام القرآن، امام محمد بن احمد القرطبی، جلد ۱۴، ص ۲۲۷، احیاء التراث العربی، بیروت۔
- (۱۸۶) احکام القرآن، ابن العربی، جلد ۳، ص ۱۵۷۹، دارالمعرفۃ بیروت۔

بقیہ: شَجَرَةٌ مِّنْ يَّقُطِنِ

ایسا ہے جو ابھی تک نظروں کے سامنے نہیں آ سکا۔ مجھے جب خود اس قسم کا کوئی نکتہ ہاتھ آ جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی مرتبہ قرآن پڑھ چکا ہوں، یہ معمولی سی بات پہلے کیوں سمجھ میں نہیں آئی، مگر جب اکبر الہ آبادی مرحوم کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ:-
 ذہن میں جو گھر گیا، لا انتہا کیوں کر ہوا
 جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیوں کر ہوا!!
 تو دل پکارا اٹھتا ہے کہ قرآن اسی ہستی کا تو کلام ہے۔ اس کو تو لوگ قیامت تک اسی طرح سمجھنے کی کوشش میں لگے رہیں گے اور کل نکات کو اس وقت تک بھی حل نہ کر سکیں گے۔ oo

ہماری ویب سائٹ

www.taznzeem.org

پر ملاحظہ کیجیے :

- ☆ تنظیم اسلامی کا تعارف
- ☆ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مکمل دورہ ترجمہ قرآن
- ☆ بانی تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے متفرق خطابات
- ☆ تلاوت قرآن، دروس قرآن، دروس حدیث اور خطابات جمعہ
- ☆ صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک اور اربعین نووی کے تراجم
- ☆ میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
- ☆ اردو اور انگریزی کتابیں
- ☆ آڈیو ویڈیو کیسٹس، سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست